تحقیق تعلیم انگریزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام
علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحبہ اجمعین

امابعد ہمارے زمانے مین انگریزی تعلیم کی جواز و ناجواز کی نسبت اکثر گفتگو ہوتی ہی چونکہ طرفین کے دلائل ناکافی ہوتے ہین اس لیئے بجائے قول فیصل نکلنے کے روز مرہ اختلاف ہی بڑھتا جاتا ہے اور کوئی قول محقق نہین ہوتا نظر برین مناسب معلوم ہوا کہ اس مین قول فیصل اپنی رائے کے موافق عرض کیا جائے امید ہے کہ منصف کے لیئے کافی شافی ہوگا۔ اور متعصب کے لیئے تو کوئی تقریر کوئی تحریر کبھی کافی نہین ہوئی اور نہ ہونے کی امید۔ اب قبل شروع مقصود چند مقدمات بطور قواعد کلیہ کے تمہیداً عرض کیئے جاتے ہین کہ تفہیم مقصود مین آسانی ہو۔ و علیہ نتوکل وبہ نستعین

مقدمہ اولی کسی شے کا قبیح ہونا دو طور پر ہوتا ہے ایک قباحت لعینہ دوسری قباحت لغیرہ قباحت لعینہ کے یہ معنی کہ اس شے کی ذات مین قباحت اور برائی ہو کسی عارض اور خارج کی وجہ سے قباحت نہ آئی ہو۔ اس کی ذات مین قباحت

ہونے کا یہ اثر ہوگا کہ وہ شے کبھی کسی طرح مباح نہ ہو سکے گی جس طرح زنا سرقہ کہ ان کی ذات مین قباحت ہے کسی عارضی چیز کی وجہ سے قباحت نہین آئی یہانتک کہ یہ کبھی کسی طرح محل اباحت نہین ہو سکتے۔ قباحت لغیرہ کے یہ معنی کہ وہ شے اپنے نفس او[ر ذات] کے اعتبار سے تو قبیح نہین ہے مگر اس مین کچھ خارجی عوارض ایسے لاحق ہو[گئے] ہین جس سے وہ شے قابل اجازت نہ رہی جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فر[وخت] کرنا یہان بیع کے اندر فی نفسہ کچھ خرابی نہین بلکہ اس مین بعض عوارض ایسے لاحق ہو گئے ہین جسکی وجہ سے یہ بیع ناجائز ہو گئی وہ عارض یہ ہے کہ اذان سنتے ہی جمعہ کی نماز کے لیئے حاضر ہونا واجب ہے لقولہ تعالی فاسعوا الی ذکر اللہ یعنی خدا کے ذکر کی طرف چلو اور اذان جمعہ کے بعد اگر خرید و فروخت کیجاویگی تو حاضری جمعہ مین تاخیر ہوگی۔ پس یہان بیع مین قباحت اس عارض کی وجہ سے لاحق ہو گئی اور بیع قبیح و ممنوع ٹھیری ورنہ خود بیع مین کچھ خرابی نہ تہی۔

مقدمہ ثانیہ جو امر مفاسد کا ذریعہ بنے اگرچہ وہ امر مباح ہو لیکن بسبب ذریعہ مفاسد بننے کے حرام ہو جاتا ہے فقہانے تصریح کی ہے کہ غدر کرنے والون کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے اگرچہ یہ بیع خود فعل مباح تہا لیکن چونکہ مفاسد کا ذریعہ بنا اور اس سے ایک فساد لازم آگیا اس لیئے اب حرام ہو گیا۔

مقدمہ ثالثہ دین صرف چند اعمال ظاہری مثل نماز روزہ حج زکوۃ ہی کا نام نہین بلکہ سب سے بڑھکر جز عقائد کا ہے جسپر دارومدار نجات کا ہے کہ بغیر اسکے نجات غیر ممکن ہے ایک

جزو اسکا اخلاق حمیدہ ہین کہ حسب تصریح محققین وہ بھی مثل نماز روزہ کے فرض ہے، وہ اخلاق یہ ہین صبر و شکر و اخلاص و تواضع و سخاوت وغیرہ۔ پس اگر کوئی صرف اُن چند اعمال ظاہری کو برتے اور نہ اسکے عقائد ٹھیک ہون اور نہ اخلاق درست ہون وہ ہرگز پورا مسلمان نہین کہا جاسکتا۔

مقدمہ رابعہ جس دنیا کی مذمت قرآن مجید و احادیث صحیحہ مین موجود ہی اُسکا خلاصہ صرف دو چیزین ہین ایک حب مال دوسرے حب جاہ یعنی مال اور شان کا ایسا محبوب ہونا کہ اُسکے مقابلہ مین دین کے ضائع ہوجانیکا صدمہ نہو یعنی اگر کسی فعل یا قول سے دین مین کمال ہوتا ہو لیکن مال وجاہ کو نقصان پہنچتا ہو یا مال وجاہ کی ترقی ہو لیکن دین کا تنزل ہو تو وہان مال وجاہ کو ترجیح دے اور دین کی کچھ پروا نکرے۔ جن لوگون نے قرآن و حدیث کو نظر ایمانی سے دیکھا ہے اُن کے نزدیک یہ مقدمہ اجلی بدیہیات سے ہے۔

مقدمہ خامسہ شریعت کے احکام کا دار و مدار حقیقت پر ہے نہ نام پر پس اگر کسی شئ کا نام بدل دیا جائے تو جب تک اسکی حقیقت نہ بدلیگی حکم نہ بدلیگا مثلاً اگر کوئی شراب کو شربت یا زنا کو نکاح کہا کرے تو اسکا حکم نہ بدلیگا اور دونون کا حکم یعنی حرمت باقی رہیگی۔

مقدمہ سادسہ کسی شئے پر حکم لگانا باعتبار غالب اور اکثر کے ہے ایک آدھ فرد کا اس سے نکل جانا اس حکم کے مخالف نہ کہلائیگا مثلاً ایک مقدار خاص سنکھیا کی اکثر اوقات اکثر اشخاص کے اعتبار سے مہلک ہو سو فرضاً اگر کسی خاص وقت یا کسی خاص شخص کے اعتبار سے نوبت بہلاک نہ پہنچائے تب بھی اس مقدار پر اطبا مہلک ہی ہونیکا حکم لگاوینگے اور اس شاذ و نادر

صورت کو کالمعدوم و ناقابل اعتبار سمجھین گے چنانچہ اسی مقام سے للاکثر حکم الکل اور النادر کالمعدوم مثل مشہور ہوگئی ہے۔ اپنے محاورات مین بہی اگر ذرا غور کرکے دیکھا جاوے تو اسکی نظیرین بہت ملینگی مثلاً کسی قوم کو بہادر اور دلیر کہا جاتا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہین ہوتا کہ اُسکا ہر ہر فرد بہادر اور دلیر ہے اور کوئی شخص بہی اس قوم کا بزدل نہین۔ بلکہ سب سمجھتے ہین کہ یہ حکم اس قوم کے اکثر افراد کے اعتبار سے ہے۔

مقدمہ سابعہ کسی شئے پر کسی خاص اثر کے ترتب کا حکم لگانیکے لیئے یہ ضرور نہین کہ اُسکے اسباب بھی معلوم ہون بلکہ مطلقاً حکم لگانیکے لیئے مشاہدہ اور تجربہ بالکل کافی دلیل ہے مثلاً مقناطیس پر یہ حکم لگانا کہ وہ لوہے کو کشش کرتا ہے اس حکم کی صحت تکرار مشاہدہ و تجربہ سے بالکل قطعی اور یقینی ہے اگرچہ کشش کرنیکی علت اور سبب ابتک یقینی طور پر کچھ معلوم نہین ہوا۔ بلکہ تجربہ اور مشاہدہ پر اس قدر وثوق کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہمارے تجربہ کے خلاف دلیل قطعی سے ثابت کردے تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے مقابل اسکی دلیل نہ مانی جاویگی اور کہا جاویگا کہ اس دلیل کی غلطی اگرچہ ہمکو معلوم نہین ہوتی لیکن چونکہ مشاہدہ کے خلاف ہے اسلیئے ضرور غلط ہے مثلاً اگر کوئی شخص مقناطیس مین علم الجذب سے دلیل ثابت کردے تاہم بمقابلہ مشاہدہ کے وہ دلیل بالکل ناقابل اعتبار ہوگی اور مجیب کو اُن دلیلون کا جواب دینا ضرور نہوگا بلکہ اسکو صرف اسیقدر کہدینا کافی ہوگا کہ چونکہ یہ دلیلین مشاہدہ کے خلاف ہین اسلیئے غلط ہین۔

مقدمہ ثامنہ۔ ہر شئے قابل تحصیل دو قسم پر ہے ایک مقصود لذاتہ جسکو مطلق مقصود بہی

کہہ سکتے ہین - دوسرے مقصود لغیرہ جسکا نام ضروری بھی رکھا جا سکتا ہی مقصود لذاتہ
کے یہ معنی کہ وہ شے خود مقصود ہے کسی دوسرے مقصود حاصل کرنیکے لیئے وسیلہ اور ذریعہ
نہین ہی مقصود لغیرہ اُسکے برعکس ہے یعنی خود مقصود نہین بلکہ ضرورت اور مجبوری کیوجہ سے
اسکو اختیار کیا گیا ہی اسیلیے کہ وہ مقصود کا ذریعہ ہی بغیر اسکے مقصود تک پہنچنا دشوار ہے
سو مقصود لذاتہ کی تحصیل مین بس نہین ہوتی اور مقصود لغیرہ (ضروری) امین جب قدر ضرورت
حاصل ہوجائیگی آگے روک دیا جاتا ہے مثلاً غذا اور دوا کو سمجھیے کہ غذا تو مقصود ہی اور دوا
ضروری ہے پس غذا تو تمام عمر کا شغل ہی اور دوا چونکہ ضرورت سے محض ہی جب مرض رہیگا دوا اور روک دیا جاویگا -
مقدمہ تاسعہ جس امر مین اہل الرائے اختلاف کرین حقیقت مین وہ اختلاف اُس امر
کے دلیل کے کسی مقدمہ مین ہوگا یہ نہین ہوسکتا کہ دلیل تو طرفین کو مسلم ہو اور پھر نتیجہ اور
مدعی مین مخالفت ہے سو وہ مقدمہ جسمین فی الحقیقۃ اختلاف ہی اگر مقدمہ شخصیہ ہی تو وہ
اختلاف قابل اعتبار نہین اور اگر مقدمہ کلیہ ہی تو البتہ وہ اختلاف قابل اعتبار ہوگا مثلاً
ایک شخص زید ایک آدمی کا نام رکھکر کہتا ہے زید آدمی ہے اور جو آدمی ہے وہ لکھنے
کی قابلیت رکھتا ہی اسیلئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہی - دوسرا زید گدھے کا
نام رکھکر کہے - زید گدھا ہی اور کوئی گدھا لکھ نہین سکتا اسیلئے زید بھی لکھ
نہین سکتا پس اختلاف مقدمہ شخصیہ مین ہی کہ زید آیا واقع مین کسی آدمی کا نام ہے
یا گدھے کا تو یہ اختلاف قابل اعتبار نہین بلکہ ذرا سے غور کے بعد اختلاف اٹھ جا سکتا ہے
کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا قول صحیح ہے اور دوسرا یقیناً غلط اور اگر گدھے کا نام ہے

تو دوسرا قول صحیح ہے اور اول غلط ہے۔ ہان اگر جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے اس مقدمہ کلیہ مین کوئی اختلاف کرے اور کہے کہ ہر آدمی نہین لکھ سکتا تو یہ اختلاف البتہ قابل اعتبار ہوگا فافہم حق الفہم۔

مقدمہ عاشرہ جو حکم کسی عارض کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس حکم کا دار و مدار اسی عارض پر ہوتا ہے پس اگر زمانہ کے اختلاف یا ملک کے تبدیل ہونے سے عارض جاتا رہے تو وہ حکم بھی جاتا رہیگا۔ جب یہ مقدمات عشرہ ممہد ہو چکے اب بعونہ تعالی مقصود کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ انگریزی اپنی ذات مین ایک زبان ہے اور باعتبار کورس متعارف کے چند فنون و علوم کا نام ہے کسی زبان یا کسی فن علمی کا سیکھنا اپنی ذات مین ممنوع نہین کہا جاتا لیکن مفاسد اور قبائح ملجانے سے ممنوع لغیرہ ہو سکتا ہے (بحکم مقدمہ اولی) اور جب مفاسد اور قبائح مرتب ہونے لگین باوجود اپنے اباحت اصلیہ کے قابل ممانعت ہو جائیگا (بحکم مقدمہ ثانیہ) اب ان آثار کو ملاحظہ فرمایئے جو اسوقت انگریزی تعلیم مین پیدا ہوتے ہین نماز و روزہ مین کاہلی بلکہ اعراض عقائد دینیہ مین ضعف بلکہ تشویش و انکار تکبر نمایش تصنع و تقلید کفار دوسرون کو حقیر سمجھنا دینداروں کو نظر ذلت سے دیکھنا اور یہ سب دین کی بربادی ہے کیونکہ امور مذکورہ اجزاء دین ہین (بحکم مقدمہ ثالثہ) اور شب و روز دماغ مین ترقی مال اور حصول مناصب کی ہوس بھرنا ان کی تحصیل مین احکام شرعیہ کی ذرہ برابر بھی نظر مین وقعت نرہنا اور اس مقدمہ مین بے باکی آجانا اور یہی دنیا ہے۔ جو اللہ اور رسول کے نزدیک مبغوض و ملعون ہے (بحکم مقدمہ رابعہ) گو اسوقت اس دنیائے ملعونہ کا نام ہوسنا کون نے

اولوالعزمی اور ترقی رکھا ہی مگر عنوان بدلنے سے معنون نہ بدلیگا نہ اُسکا حکم بدلیگا (بحکم
مقدمۂ خامسہ) اور اگرچہ بعضے لوگون مین یہ آثار نہین پیدا ہوتے یا کم پیدا ہوتے ہین مگر
شاید فیصدی مشکل سے دس آدمی اس سے محفوظ ہون تو ہون پس اس تخلف کو قابل اعتبار نہین
سمجھا جاویگا (بحکم مقدمۂ سادسہ) اور اُن آثار کی علت خواہ صحبت اہل الحاد کی ہو یا تعلیم
دین کا اہتمام نہونا قرار دیا جاوے خواہ خود بعض فنون کا خاصہ ہو جیسے سائنس وغیرہ یا
مصنفین کے خیالات کا عکس ہو جو بذریعہ تصنیفات کے مخفی طور پر ناظرین کے قلب پر پڑتا ہی
مگر جب بمشاہدہ ترتب آثار کا ثابت ہی اس بات کی تعیین نہونا باعث تردد فی الحکم نہین ہوسکتا بلکہ
اگر کوئی شخص دلائل سے اُن آثار کا لازمی نہونا بھی ثابت کردے تو مشاہدہ کو مکذّب دلائل سمجھا
جاویگا (بحکم مقدمۂ سابعہ) البتہ جو شخص دنیا کی ضرورت سے پڑھنا چاہے (بشرطیکہ وہ ضرورت
شرعاً بھی سمجھی جاوے اور اعلی درجہ کے پاس اور ڈگریون کا حاصل کرنا اور اس سے اعلی درجے
کے عہدون کا حاصل کرنا جسمین سر تا سر شریعت کی مخالفتین کرنی پڑتی ہین حد ضرورت
سے خارج ہی) یا کسی دینی ضرورت سے پڑھے مثلاً مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے
کیلیئے یا مخالفون کو اسلام کی دعوت کرنیکے لیئے (اور یہ تو عنقا ہے) تو بقدر رفع
ضرورت اجازت ہوگی اور اس سے آگے بندش (بحکم مقدمۂ ثامنہ) اس تقریر سے صاحب
انصاف کے نزدیک انگریزی تعلیم کے قبح مین ذرا بھی شک نہ رہا ہوگا اگر کسی عالم مستند
کا قول یا فتوی اسکے خلاف مین پایا جاوے تو حقیقت مین یہ اختلاف ایک مقدمۂ شخصیہ
مین ہے نہ مقدمۂ کلیہ مین یعنی اس مقام پر ہمارے دعوی کی دلیل مین دو مقدمے ہین اوّل

یہ کہ انگریزی سے فلان فلان آثار قبیحہ پیدا ہوتے ہین اور مقدمۂ شخصیہ ہے دوسرا مقدمہ یہ کہ جس چیز سے یہ آثار قبیحہ پیدا ہون وہ قبیح ہے یہ مقدمۂ کلیہ ہے سو مقدمۂ اولی کوئی مسئلہ شرعی نہین بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے جس مین اختلاف مشاہدہ و تجربہ سے اختلاف رائے ہوسکتا ہے اور مشاہدہ تجربہ سے ایک رائے کی غلطی کا معائنہ ہوسکتا ہان دوسرا مقدمہ مسئلہ شرعی ہے سو اسمین کسی نے اختلاف نہین کیا پس ایسا اختلاف ہمارے دعوے مذکورہ کو مضر نہین ہوسکتا (بحکم مقدمۂ تاسعہ) البتہ اگر کسی خاص طریق سے ان آثار قبیحہ کا انسداد ہوجاوے اور اس تعلیم کی مضرت اکثریہ کا دفعیہ ہوجاوے تو اسوقت اس سے حکم قبیح کا اُٹھ جاویگا۔ گو حالت موجودہ سے تو اسکی امید بہت کم مگر قضیہ شرطیہ کے صدق مین کوئی کلام نہین (بحکم مقدمہ عاشرہ) ؛

ھذا اٰخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ الباب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ امّ الکتٰب نسئل اللہ تعالی حسن المآب ببرکۃ سیّد الرسل وھادی السبل واٰلہ والاصحاب

کتبہ محمد اشرف علی تھانوی امدادی عفی عنہ

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ہجری مطابق ۱۹۰۳